امام بخاریؒ کا تدریسی منہج

از: مولانا سعید الحق جدون

امام بخاریؒ امت کے ان عظیم محسنوں میں سے ہیں، جن کی محنت کے پھل سے آج بھی امتِ مسلمہ فائدہ اٹھا رہی ہے۔ ان کا صحیح نام محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ جعفی بخاری، کنیت ابوعبداللہ اور لقب بخاری ہے۔ ۱۳ شوال ۱۹۴ھ کو بخارا میں پیدا ہوئے اور ۲۵۶ھ میں وفات ہوئی۔

امام بخاریؒ کو اللہ تعالیٰ نے بلا کا حافظہ دیا تھا۔ علم میں ملکۂ تامہ عطا فرمایا تھا۔ مطالعہ ان کے دل ودماغ کی غذا تھی۔ درس وتدریس ان کی فطرتِ ثانیہ بن گئی تھی، علمی مشاغل ان کا اوڑھنا بچھونا تھا، پوری عمر حدیث پڑھی اور پڑھائی، حدیث لکھی اور دوسروں کو لکھوائی۔ احادیث میں انتہائی مہارت کی وجہ سے اس فن کے امام جانے جاتے ہیں۔

جو ہستی احادیث کی تدریس میں امامت کے بلند رتبے پر فائز ہو، عظیم محدث، بلند پایہ مربی واتالیق اور منجھے ہوئے استاد؛ بلکہ استاد الاساتذہ ہو، ان کے تدریسی تجربات تعلیمی میدان میں ایسی حیثیت رکھتے ہیں، جیسے ادب میں ضرب الامثال، گویا امام بخاریؒ جیسے مثالی استاد کے تدریسی اصول وقواعد تعلیمی میدان میں معلّمین اور متعلّمین کے لیے قابلِ تقلید نمونے ہیں۔

اس لیے اس وقت کا تقاضا ہے کہ ہم امام بخاریؒ جیسے مثالی استاد کے تدریسی منہج اور اصول کے بارے میں تحقیق کریں؛ تاکہ دینی وعصری تعلیمی اداروں کے معلّمین امام بخاریؒ کے تدریسی منہج اور اصول وقواعد سے باخبر ہوجائیں اور ان اصولوں سے فائدہ اٹھا کر اپنے تدریسی اسلوب کو بہتر بنا کر طلبہ کو موثر انداز میں تعلیم دیں۔ اس کا طلبہ کو یہ فائدہ ہوگا کہ وہ جان لیں گے کہ ہم استاد کی تدریس سے کس طرح بہتر انداز میں مستفید ہوسکیں گے۔ معلّمین، متعلّمین اور عوام الناس اس سے یہ استفادہ کرسکتے ہیں کہ ہمارے پیغمبر ﷺ کس طرح پڑھاتے تھے، جو ہستی معلمِ انسانیت ہو، اس کے بتائے ہوئے طریقے، ان کے تدریسی اصول اور منہج سے زیادہ سہل، مفید اور موثر اسلوب کہاں

ملے گا؟ اس لیے اس مقالے میں امام بخاریؒ کی شہرہ آفاق کتاب ''صحیح بخاری'' میں ''کتاب العلم'' سے ان کے تدریسی طریقہ کے اصول وقواعد پیش کیے جاتے ہیں۔

درس سے پہلے طلباء کے علمی شوق کو ابھارنا

امام بخاریؒ کے تعلیمی نظریات کے مطابق معلم سب سے پہلے شاگردوں کو سبق کی طرف راغب کرے گا۔ ان کے علمی شوق کو مختلف فضائل اور سابقہ علمی واقفیت سے ابھارے گا، یہی وجہ ہے کہ انھوں نے سب سے پہلے باب باندھا ہے۔ ''باب فضل العلم'' (۱) اس باب کے انعقاد سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ علم کی فضیلت واہمیت کو دیکھ کر علمی شوق پیدا ہوجائے۔

درس کے درمیان سوال نہ پوچھنا

معلم سے درس کے دوران اگر شاگرد کوئی سوال پوچھے تو معلم اپنے درس کو پورا کرلے اور بعد میں جواب دے، درس کے درمیان پوچھنا آدابِ گفتگو کے خلاف ہے، شاگرد کو اس دوران نہیں پوچھنا چاہیے اگر کسی شاگرد نے غلطی سے پوچھ لیا تو استاد کا درس کے درمیان جواب نہ دینا قابلِ ملامت بات نہ ہوگی۔

امام بخاریؒ نے اس قاعدے کے اثبات کے لیے حدیثِ اعرابی کو بطور استدلال پیش کیا ہے۔ اعرابی نے بیان کے درمیان آپؐ سے سوال کیا، آپؐ نے بیان ختم ہونے کے بعد سائل کے سوال کا جواب دیا۔

یہاں یہ قید ملحوظ رکھی جائے کہ سوال اہم اور ضروری نوعیت کا نہ ہو، اگر ایسا ہو تو فوراً سوال کرنے کی گنجائش ہے اور معلم کو فوری طور پر جواب دینا چاہیے۔ (۲) جیسا کہ رسولؐ سے خطبے کے دوران ایک دیہاتی نے سوالات کیے۔ آپؐ خطبہ دینے والی کرسی سے نیچے اترے اس دیہاتی کو جوابات دیے اور خطبہ مکمل کیا۔ (۳)

سائل کو نہ جھڑکنا

مذکورہ حدیث اعرابی اور ترجمۃ الباب سے امام بخاریؒ استاد کو یہ ادب سکھلا رہے ہیں کہ اگر اشتغال کے وقت اس سے سوال کیا جائے تو سائل کو زجر کرنے اور جھڑکنے کی ضرورت نہیں؛ بلکہ اپنا کام پورا کرے، اس کے بعد سائل کا جواب دیں، جیسے نبی کریم ﷺ نے کیا ہے۔ (۵)

طلباء کے استفسار پر ناراض نہ ہونا

حدیثِ اعرابی میں سائل اضاعتِ امانت کا مطلب نہ سمجھ سکا، اس نے کہا كَيْفَ

إِضَاعَتُهَا؟(۶) اس سے معلوم ہوا کہ اگر متعلّم کی سمجھ میں بات نہ آئے تو وہ استفسار کرسکتا ہے اوراس کے استفسار پر معلم کو ناراض نہیں ہونا چاہیے؛ البتہ اگر سوال کا مقصد امتحان لینا ہو تو پھر ناراضگی بجا ہے(۷)

بلندآواز سے درس دینا

معلم کو بلند آواز سے درس دینا چاہیے۔بعض اوقات اساتذہ دھیمی آواز سے درس دیتے ہیں، جس کی وجہ سے طلباء کو سننے میں دقت پیش آتی ہے۔یا سرے سے سنتے ہی نہیں۔اس بات کی تائید کے لیے امام بخاریؒ نے ابن عمرؓ کی روایت پیش کی، وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔نماز کا وقت ہونے کی وجہ سے ہم جلدی جلدی وضو کررہے تھے۔تو ہم ہاتھ سے پاؤں پر پانی پھیرنے لگے۔آپ ﷺ نے پکار کر فرمایا ''ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے'' دو مرتبہ یہ یا تین مرتبہ فرمایا (۸) گویا اس حدیث سے امام بخاریؒ اساتذہ کوادب سکھلارہے ہیں کہ علمی بات بلند آواز سے بیان کرے؛ تاکہ سب لوگ سن سکیں۔(۹)

تدریس کودلچسپ بنانا

تدریس کو دلچسپ بنانا چاہیے،اساتذہ اگرامتحان کے طور پر کوئی مسئلہ طلبہ کے سامنے پیش کرنا چاہیں تو کرسکتے ہیں' کوئی مضائقہ نہیں۔(۱۰) امام بخاریؒ نے استدلال کے لیے رسول اللہ ﷺ کا ایک عمل پیش کیا ہے،جس کی روایت ابن عمرؓ نے کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ درختوں میں ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے خزاں میں نہیں جھڑتے ہیں وہ درخت مومن کی طرح ہے۔مجھے یہ بتائے کہ وہ کونسا درخت ہے لوگوں (کا دھیان) جنگلی درختوں پر پڑ گیا۔عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے؛ لیکن مجھے شرم آئی کہ بڑوں کے سامنے کچھ کہوں۔تو صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ آپ ہی فرمائیں کہ وہ کون سا درخت ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کھجور ہے'' (۱۱)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ تدریس کو دلچسپ بنانے کے لیے بعض اوقات موقع کی مناسبت سے مثال دینا اور کبھی کبھار طلباء سے پوچھنا چاہیے۔

طلباء کی علمی آزمائش کرنا

امام بخاریؒ نے اس عنوان سے باب قائم کیا ہے ''بَابُ طَرحِ الْإِمَامِ الْمَسْئَلَةَ عَلٰى أَصْحَابِهٖ لِيَخْتَبِرَ مَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ'' (۱۲)

یعنی ایک استاد اپنے رفقاء کی علمی آزمائش کے لیے کوئی سوال کرے، اس عنوان کے تحت امام بخاریؒ نے وہی مذکورہ ابن عمرؓ کی کھجور والی روایت بطور استدلال پیش کی ہے۔ گویا یہ حدیث مکرر ہے؛ مگر عنوان الگ الگ ہے۔ اور سند بھی جدا ہے۔ پہلے باب میں تدریس کو دلچسپ بنانے کے لیے بطور مثال اس حدیث کو پیش کیا گیا؛ جب کہ اس باب میں طلبہ کی ذہنی، صلاحیت کا اندازہ لگانے کے لیے لائی گئی ہے، ترجمۃ الباب سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ ہے کہ استاد کو چاہیے کہ کبھی کبھی طلبہ کا امتحان لے؛ تاکہ استاد کو کلاس میں طلبہ کے علمی معیار کا اندازہ ہوسکے، اساتذہ کا اپنے شاگردوں سے سوالات کرنا، نہ صرف یہ کہ جائز ہے؛ بلکہ بہتر ہے؛ تاکہ تلامذہ بیدار رہیں اور غفلت میں وقت ضائع نہ کریں۔ (۱۳)

تدریس کے طریقے

امام بخاریؒ تدریس کے دو طریقوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں، ایک یہ کہ استاد درس دے اور شاگرد سنے۔ اور دوسرا یہ کہ شاگرد عبارت پڑھے اور استاد سنے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ بعض محدثین نے عالم کے سامنے قراءت پر ضمام بن ثعلبہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا ''کہ اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا کہ ہم نماز پڑھیں۔ آپؐ نے فرمایا ''ہاں'' تو یہ گویا رسول ﷺ کے سامنے پڑھنا ہے۔ اور ضمام نے اس بات کی اپنی قوم کو اطلاع دی۔ اور ان کی قوم نے اس خبر کو کافی سمجھا۔ (۱۴)

درس گاہ کے آداب

بَابُ مَنْ قَعَدَ حَيْثُ يَنْتَهِي بِهِ الْمَجْلِسُ (۱۵) میں امام بخاریؒ درس گاہ کے دو آداب بتلارہے ہیں، ایک یہ کہ اگر درس گاہ میں طلبہ زیادہ ہوں تو جہاں جگہ ہے، وہیں بیٹھ جائیں اور اگر قریب بیٹھنے کی خواہش ہو تو پہلے آیا کرے۔ اور دوسرا یہ کہ اگر پہلے بیٹھنے والے اس طرح ہوں کہ اگلی صف میں یا بیچ میں جگہ خالی ہو تو پھاند کر آگے جاسکتا ہے، اگرچہ تخطیِ رقاب سے منع کیا گیا ہے؛ تاہم یہ اس لیے جائز ہے کہ پہلے سے بیٹھنے والوں نے ہی خود بے تمیزی کی کہ آگے جگہ خالی چھوڑ دی۔ (۱۶)

اپنے سے کم سے علم حاصل کرنا

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ رُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعىٰ مِنْ سَامِعٍ (۱۷) سے امام بخاریؒ یہ تنبیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی طالب علم بڑا فہیم وذکی ہو اور استاد اس جیسا ہوشیار نہ ہو تو اس کو اس استاد سے طلب علم میں اعراض نہیں کرنا چاہیے کہ میں تو اتنا فہیم ہوں۔ بھلا میں اس سے کیسے علم حاصل کروں۔ ایسا

ہرگز نہ کریں؛ کیونکہ نبی کریمؐ کا ارشاد ہے ''رُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعیٰ مِنْ سَامِعٍ'' بسا اوقات وہ جسے حدیث پہنچائی جائے براہِ راست سننے والے سے زیادہ حدیث کو یاد رکھتا ہے (۱۸) اس باب میں یہ ترغیب دینا ہے کہ اپنے سے کم سے بھی علم حاصل کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

بلاامتیاز ہر کسی کو پڑھنا چاہیے

''رب مبلغ اوعی من سامع سے ایک بات یہ بھی معلوم ہورہی ہے کہ معلم کسی کو پڑھانے سے انکار نہ کرے، ہر کسی کو پڑھائے۔ کیا معلوم کون زیادہ سمجھنے والا ہے۔ بعض اوقات شاگرد سمجھ بوجھ کے لحاظ سے اپنے استاد سے آگے نکل جاتا ہے اور وہ اس سبق سے ایسے فوائد اور معلومات کا ادراک کرتا ہے جو استاد نہ کرسکتا ہو۔ تو رُبَّ مُبَلَّغٍ میں اس طرف اشارہ ہے۔

درس وتدریس کے بغیر محض مطالعہ سے علم حاصل نہیں ہوتا

ترجمۃ الباب کے تحت فرمان نبویؐ ''اِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمُ'' (۲۰) سے یہ بات معلوم ہوئی کہ علم تعلّم سے حاصل ہوگا۔ محض مطالعہ سے کوئی عالم نہیں بن سکتا۔ استاد سے باضابطہ تعلیم حاصل کرنا چاہیے: یہ بالکل دھوکہ ہے کہ صرف کتب وشروح دیکھ کر بغیر استاد سے پڑھے علم حاصل ہوسکتا ہے: (۲۱) اس حدیث کی بناء پر فقہاء نے لکھا ہے کہ جو آدمی ماہر اربابِ فتویٰ سے تربیت مکمل کیے بغیر صرف کتابیں دیکھ کر فتوے دے اس کی بات کا اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔ (۲۲)

تدریس میں تدریجی طریقہ

امام بخاریؒ نے اس باب کے تحت علماء وربانیین کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

وَيُقَالُ الرَّبَّانِيُّ الَّذِی يُرَبِّی بِصِغَارِ الْعِلْمِ قَبْلَ كِبَارِهٖ (۲۳)

ربانی اس شخص کو کہا جاتا ہے جو بڑے مسائل سے پہلے چھوٹے مسائل سمجھا کر لوگوں کی علمی تربیت کرے، گویا ان الفاظ سے امام بخاریؒ کے تدریسی منہج کی یہ اصل معلوم ہورہی کہ تدریس میں اجمال سے تفصیل، آسان سے مشکل اور کم سے زیادہ کی طرف آہستہ آہستہ پڑھنا چاہیے۔ تدریس میں اہم بات یہ ہے کہ استاد اپنے شاگردوں کو علم کے پیچیدہ مسائل میں شروع سے نہ الجھا دیں کہ وہ انھیں میں پھنس کہ رہ جائے؛ بلکہ آسان چیزیں پہلے سکھائیں؛ تاکہ شاگردوں کے اندر علم سے محبت بڑھے اور ان کے حوصلے بلند ہوں (۲۴)

تدریس میں طلبہ کی نفسیات کو مدنظر رکھنا

ایک معلم کو طلبہ کی نفسیات کو مدنظر رکھتے ہوئے سبق پڑھانا ضروری ہے، تدریس میں نہ اتنی

طوالت ہو کہ طلبہ میں بوریت پیدا ہو اور نہ اتنا اختصار ہو کہ غبی طلبہ نہ سمجھ سکیں۔ امام بخاریؒ اس نے طرف اشارہ کرتے ہوئے باب قائم کیا ہے:

”مَا کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَتَخَوَّلُھُم بِالْمَوْعِظَۃِ وَالْعِلْمِ کَیْ لَا یَنْفِرُوْا“

یعنی نبی کریمؐ لوگوں کی رعایت کرتے ہوئے نصیحت فرماتے اور تعلیم دیتے؛ تاکہ ان کو ناگوار نہ گزرے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ نے فرمایا ”آسانی کرو اور سختی نہ کرو اور خوش کرو اور نفرت نہ دلاؤ (۲۶) ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ”کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں کچھ دن نصیحت فرمانے کے لیے مقرر کردیتے تھے۔ ہمارے پریشان ہوجانے کے خیال سے (۲۷) یعنی آپ ہر روز نصیحت نہ فرماتے“۔

تدریس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ استاد سبق پڑھاتے وقت کچھ لطیفے یا اشعار وغیرہ بھی سنا دیا کرے‘ اس طرح ذہن تروتازہ ہوجاتا ہے، اور طلبہ بیزاری اور اکتاہٹ محسوس نہیں کرتے ہیں‘ خود رسول اللہ ﷺ مزاح فرمایا کرتے تھے۔ (۲۸)

تدریس میں طلبہ کی صف بندی کرنا

فھم فی العلم (۲۹) سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ لوگ سمجھ میں مختلف ہوتے ہیں‘ کوئی ذہین تو کوئی متوسط اور غبی، لہٰذا استاد کو سب کی رعایت کرنی چاہیے ایک اچھے معلم کی یہ خوبی ہے کہ وہ ان تین قسموں میں صف بندی کرے اور ہر ایک گروہ کو علیحدہ علیحدہ پڑھائے۔ یا ایک تقریر کرے اور ان میں سے ان تینوں قسم کے طلبہ کے معیار کا خیال رکھے۔

تعلیم بالغاں

تَفَقَّھُوا قَبْلَ أَنْ تَسَوَّدُوْا سردار بنائے جانے سے پہلے تفقہ حاصل کرو یا یہ سواد الحیہ سے ماخوذ ہے۔ بالوں کی سفیدی سے پہلے علم حاصل کرو۔ (۳۱)

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے اس قول سے یہ نہ سمجھا جائے کہ سیادت کے بعد علم نہ حاصل کیا جائے۔ ”وَقَدْ تَعَلَّمَ أَصْحَابُ النَّبِیِّ ﷺ فِيْ کِبَرِ سِنِّھِمْ (۳۲)

حضورؐ کے اصحاب نے کبرسنی میں تعلیم حاصل کی ہے۔ لہٰذا ادھیڑ عمر والوں کے لیے ان کی کبرسنی میں علم حاصل کرنے سے مانع نہیں، ان کو بھی پڑھنا چاہیے۔

طلبہ کے درمیان مباحثے کا اہتمام کرنا

امام بخاریؒ نے قصہ خضرؑ و موسیٰؑ میں حضرت ابن عباسؓ اور حر بن قیسؒ کا مناظرہ ذکر کیا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ حر بن قیسؓ کے مقابلہ میں جیت گئے۔(۳۴) اس سے امام بخاریؒ کے تدریسی منہج کا یہ قاعدہ مستنبط ہورہا ہے کہ استاد بعض اوقات طلبہ کے درمیان کسی موضوع پر مباحثہ کرائے؛ تاکہ طلبہ کی دلچسپی پیدا ہوجائے اور سبق سننے کے لیے بیدار ہوجائیں۔

مثال دے کر طلبہ کو سمجھانا

امام بخاریؒ نے باب مَنْ عَلِمَ وَ عَلَّمَ میں ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اِس علم و ہدایت کے ساتھ بھیجا ہے، اس کی مثال زبردست بارش کی سی ہے۔ جو زمین پر خوب برسے، بعض زمین جو صاف ہوتی ہے وہ پانی کو پی لیتی ہے اور بہت سبزہ اور گھاس اُگاتی ہے اور بعض زمین جو سخت ہوتی ہے، وہ پانی کو روک لیتی ہے، اس سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے، وہ اس سے سیراب ہوتے ہیں اور سیراب کرتے ہیں اور کچھ زمین کے بعض خطوں پر پانی پڑا، وہ بالکل چٹیل میدان ہی تھے، نہ پانی کو روکتے ہیں اور نہ سبزہ اُگاتے ہیں تو یہ مثال ہے اس شخص کی جو دین میں سمجھ پیدا کرے اور نفع دے۔ اس کو وہ چیز جس کے ساتھ میں مبعوث کیا گیا ہوں، جس نے علم دین سیکھا اور سکھایا، اور اس شخص کی مثال جس نے سر نہیں اٹھایا، جو ہدایت دے کر میں بھیجا گیا ہوں اسے قبول نہیں کیا۔(۳۶)

رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جو علم و حکمت عطا فرمایا اس کو آپؐ نے بڑی اچھی مثال سے واضح فرمایا کہ تین طبقے ہیں: ایک طبقہ ایسا ہے جس نے خود بھی فائدہ اٹھایا اور دوسروں کو بھی پہنچایا۔ دوسرا طبقہ وہ ہے، جس نے خود تو فائدہ نہیں اٹھایا؛ مگر دوسرے اس سے مستفید ہوں۔ یہ دونوں جماعتیں بہرحال بہتر ہیں، پہلی کو دوسری پر فضیلت حاصل ہے؛ لیکن تیسری جماعت وہ ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر کان ہی نہ دھرا۔ وہ سب سے بدتر جماعت ہے۔(۳۷)

اس روایت سے امام بخاریؒ کی تدریسی طریقۂ کار کا اندازہ ہوتا ہے کہ تدریس کے وقت طلبہ کو سمجھانے کے لیے مثال دینا چاہیے۔ جس طرح پیغمبر ﷺ صحابۂ کرامؓ کو سمجھانے کے لیے مثال دیتے تھے؛ کیونکہ بعض اوقات ایک مثال ہزار الفاظ سے بہتر ہوتی ہے۔

طلبہ کو ہوم ورک دینا

امام بخاریؒ کا نظریہ یہ ہے کہ معلم فقط پڑھانے پر اکتفا نہ کرے؛ بلکہ اسباق کو طلبہ سے یاد کرائیں اور دوسروں تک منتقل کرنے کی ترغیب دیں؛ تاکہ تعلیم و تعلّم کا سلسلہ جاری رہ سکے۔ اہل علم اور مدرسین کو چاہیے کہ متعلّم کو اسباق یاد کرنے اور ان اسباق کی تبلیغ کرنے کی تاکید میں قصور نہ کریں۔(۳۸)

تعلیم وتربیت کے لیے استاد بعض اوقات اظہارِ غضب کرسکتا ہے

امام بخاریؒ نے باب قائم کیا ہے بَابُ الْغَضَبِ فِی الْمَوْعِظَةِ وَالتَّعْلِیْمِ (۳۹)

اس باب سے امام بخاریؒ کا مقصد ہے یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا اوران جیسی روایات کو دیکھ کر یہ نہ سمجھنا کہ تعلیم وتدریس میں غضب کی گنجائش نہیں ہے؛ بلکہ بعض مواقع میں غضب اور شدت نہ صرف جائز ہے؛ بلکہ مستحسن ہے۔(۴۰)

تدریس میں اعتدال پسندی

تدریس میں اعتدال سے کام لینا چاہیے،تدریس جب طویل ہوتو طلبہ میں تھکان اور بوریت پیدا ہوجاتی ہے۔ امام بخاریؒ نے آں حضرت ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ أَیُّهَا النَّاسُ إِنَّکُمْ مُنَفِّرُوْنَ فَمَنْ صَلّٰی بِالنَّاسِ فَلْیُخَفِّفْ (۴۱) ”اے لوگو! تم لوگ نفرت پھیلاتے ہو، جو شخص لوگوں کونماز پڑھائے ، وہ تخفیف کرے“ اس جملے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ استاد اتنا طویل لیکچر نہ دے جس سے طلبہ میں نفرت پیدا ہو۔

کلاس میں بیمار اورحاجت مند طلبہ کا خیال رکھنا

اس غرض کے لیے امام بخاریؒ نے مذکورہ کتاب الصلوٰۃ والی روایت کتاب علم میں لائی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ امام کوطویل نماز سے بچنے کی تنبیہ ان الفاظ میں فرمارہے ہیں۔

فَإِنَّ فِیْهِمُ الْمَرِیْضَ وَالضَّعِیْفَ وَذَاالْحَاجَةِ(۴۲)

اس لیے کہ ان نمازیوں میں بیمار، کمزوراور حاجت مند لوگ ہیں۔کتاب علم میں اس روایت سے ہم یہ استدلال کرسکتے ہیں کہ درس گاہ میں استاد کو چاہیے کہ وہ بیمار کمزوراور حاجت مند طلبہ کا خیال رکھے۔

رک رک کر درس دینا

امام بخاریؒ کا تدریسی منہج یہ ہے کہ استاد لیکچر ہمیشہ رک رک کر سمجھاتے ہوئے واضح الفاظ میں دے۔یہی وجہ ہے کہ انھوں نے باب قائم کیا ہے مَنْ أَعَادَ الْحَدِیْثَ ثَلَاثًا لِیُفْهَمَ عَنْه(۴۳)

اس باب میں انھوں نے استدلال کے لیے حضرت انسؓ کی روایت نقل کی ہے:

أَنَّهٗ إِذَا تَکَلَّمَ بِکَلِمَةٍ تَکَلَّمَ ثَلَاثًا لِیُفْهَمَ عَنْهُ (۴۴)

جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو تین مرتبہ دہراتے تھے؛ تاکہ آپ کی بات اچھی طرح سمجھ میں آجائے۔حضور ﷺ کی ہرجگہ تکرار کی عادت نہیں تھی؛ بلکہ یہ تکرار وہاں ہوتی جہاں افہام کی

ضرورت پیش آتی۔ مثلاً یہ کہ آپ کو اندیشہ ہوتا تھا کہ ایک مرتبہ سن کر بات ذہن نشین نہیں ہوئی یا آپ ﷺ اس موقع پر تکرار فرماتے جہاں ابلاغ و تعلیم مقصود ہو یا کہیں مجمع زیادہ ہوتا اور آواز نہیں پہنچ پاتی یا زجر مقصود ہوتا تو تکرار فرماتے (۴۵)

❁ ❁ ❁

نتائج

(۱) تعلیم دینے کے لیے استاد کی تربیت ضروری ہے، جو استاد تربیت یافتہ نہ ہو وہ طلباء کو اچھے طریقے سے نہیں سمجھا سکتا ہے۔

(۲) محدثین مفسیرین اور علمائے دین نے تعلیم وتربیت کے حوالے سے ایسے اصول وقواعد وضع کیے ہیں، جن کی افادیت آج کے جدید دور میں بھی مسلم ہے۔

(۳) امام بخاریؒ نے حدیث نبویؐ کی روشنی میں معلّمین کی تربیت کے لیے ایک مکمل قابلِ تقلید خاکہ پیش کیا ہے۔

حواشی

(۱) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب فضل العلم، ج ۱، ص ۱٤

(۲) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب من سُئل علماً وهو مشتعل فی حدیثه ج۱،ص۱۴

(۳) مولانا سلیم اللہ خان، کشف الباری، مکتبہ فاروقیہ کراچی ۲۰۰۶ء ج ۳، ص ۵۲

(۴) ابن حجر عسقلانی، فیض الباری، دار الفکر بیروت۔ ج ۱، ص ۱۴۲

(۵) مولانا سلیم اللہ خان، کشف الباری، مکتبہ فاروقیہ کراچی ۲۰۰۶۔ ج۱،ص۱۴

(۶) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب من سُئل علماً وهو مشتعل فی حدیثه ج۱،ص۱۴

(۷) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، الادب المفرد۔ دار البشائر الاسلامیہ بیروت ۱۴۰۱ھ

(۸) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب من رفع صوته بالعلم ج۱،ص۱۴

(۹) مولانا محمد زکریا۔ تقریر بخاری، جمع وترتیب محمد شاہد خان، مکتبۃ الشیخ کراچی ۱۳۹۳ھ۔ ج۱،ص۱۶۶

(۱۰) مولانا محمد زکریا۔ تقریر بخاری، جمع وترتیب محمد شاہد خان، مکتبۃ الشیخ کراچی ۱۳۹۳ھ۔ ج۱،ص۱۶۸

(۱۱) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء "باب طرح الامام المسئلة علی صحابه لیختبر ما عندهم من العلم" ج۱۳،ص۱۳۴

(۱۲) ایضاً

(۱۳) مولانا سلیم اللہ خان، کشف الباری، مکتبہ فاروقیہ کراچی ۲۰۰۶ء۔

(۱۴) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب القراة والعرض علی المحدث ج۱،ص۱۴

(۱۵) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء۔ باب من قعد حیث بنتهی به المجلس ج۱،ص۱۵

(۱۶) مولانا محمد زکریا۔ تقریر بخاری، جمع وترتیب محمد شاہد خان، مکتبۃ الشیخ کراچی ۱۳۹۳ھ۔ ج۱،ص۱۷۲

(۱۷) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء۔ باب قول النبیؐ رب مبلغ اوعی من سامعٍ ج۱،ص۱۶

(۱۸) مولانا محمد زکریا۔ تقریر بخاری، جمع وترتیب محمد شاہد خان، مکتبہ الشیخ کراچی ۱۳۹۳ھ۔ ج۱ص۱۷۴
(۱۹) مولانا محمد زکریا۔ الابواب و التراجم لصحیح البخاری، ایچ ایم سعید کمپنی
(۲۰) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب رب مبلغ اوعیٰ من سامعٍ ج۱ص۱۶
(۲۱) مولانا محمد زکریا۔ تقریر بخاری، جمع وترتیب محمد شاہد خان، مکتبہ الشیخ کراچی ۱۳۹۳ھ۔ ج۱ص۱۷۵
(۲۲) علامہ محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین الشامی، شرح عقود رسم المفتی، سہیل اکیڈمی لاہور، ص۱۵۔۱۶
(۲۳) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب رب مبلغ اوعی من سامع ج۱، ص۱۶
(۲۴) علامہ یوسف القرضاوی الرسول والعلم، مترجم ابومسعود واظہر ندوی، اسلامک بک ڈپو لاہور ۱۹۹۸، ص۱۵۲
(۲۵) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب ماکان النبی ﷺ یتخولھم بالموعظۃ والعلم کما لاینفر ج۱ص۱۶
(۲۶) ایضاً
(۲۷) ایضاً
(۲۸) علامہ یوسف القرضاوی الرسول والعلم، مترجم ابومسعود واظہر ندوی، اسلامک بک ڈپو لاہور ۱۹۹۸، ص۱۶۰
(۲۹) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب الفھم فی العلم ج۱، ص۱۶
(۳۰) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب تفقھوا قبل ان تسودوا ج۱، ص۱۶
(۳۱) علامہ شمس الدین محمد بن یوسف الکبرمانی، شرح الکرمانی، داراحیاء التراث العربی بیروت ۲۰۰۰ء، ج۲، ص۴۱
(۳۲) مولانا سلیم اللہ خان، کشف الباری، مکتبہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی ۲۰۰۶ء ج۳ص۳۱۵
(۳۳) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب تفقھوا اقبل ان تسودوا ج۱ص۱۶
(۳۴) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب الخروج فی طلب العلم ج۱، ص۱۷
(۳۵) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب من علم وعلم ج۱، ص۱۷
(۳۶) ایضاً
(۳۷) مولانا ظہور احمد الباری، تفہیم البخاری، اسلامی کتب خانہ لاہور۔ ج۱ص۸۵
(۳۸) مولانا محمد زکریا، الابواب والتراجم لصحیح البخاری، ایچ ایم سعید کمپنی۔ ص۵۱
(۳۹) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب الغضب والموعظۃ فی التعلیم ج۱، ص۱۸
(۴۰) مولانا محمد زکریا، الابواب والتراجم لصحیح البخاری، ایچ ایم سعید کمپنی۔ ص۵۲
(۴۱) محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، اصح المطابع دہلی ۱۹۳۸ء باب الغضب والموعظۃ فی التعلیم ج۱، ص۱۸
(۴۲) ایضاً
(۴۳) ایضاً
(۴۴) ایضاً
(۴۵) مولانا سلیم اللہ خان، کشف الباری، مکتبہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی ۲۰۰۶ء ج۳، ص۵۸۶